روزنامہ
www.alakhbar.com.pk
الاخبار
ایڈیٹر انچیف: غلام اکبر
روزنامہ الاخبار 31 مارچ 2008ء

الیکشن 2008، تاریخ کا ایک نیا باب

الطاف اللہ

زمانہ حاضر میں جدید جمہوری نظام اور جمہوریت کو پرکھنے سے یہ امر آشکارا ہو جاتا ہے کہ انتخابات اور انتخابی عمل سیاسی نظام اور جمہوریت کا ایک لازمی عنصر ہے۔ انتخابات ایک ایسا طرز عمل ہے جس کی بدولت کسی بھی آزاد ریاست کے شہری اپنے مرضی اور منشاء کے مطابق اپنے لئے سیاسی نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ منتخب ہو کر یہ نمائندے لوگوں کی رائے اور معیار کے مطابق حکومت کو چلاتے ہیں۔ اس رسمی طرز عمل کو سیاسی زبان میں انتخابات کا نام دیا جاتا ہے۔ الیکشن یا انتخابات ایک ریاست کے شہریوں کو بنیادی فورم مہیا کرتے ہیں تا کہ وہ اپنی سیاسی آواز کو اٹھا سکے اور ایسے فیصلوں میں بلواسطہ شرکت کریں جو اُن کے زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ تمام جمہوری اداروں کی بنیاد آزاد، شفاف اور غیر جانبدار انتخابات پر ہوتی ہے۔ ۲۰۰۲ء عام انتخابات کے نتیجے میں جو پارلیمنٹ وجود میں آئی تھی۔ اُس نے پاکستان کی سیاسی تاریخ میں پہلی مرتبہ اپنا پانچ سالہ مدت پوری کی۔ اگر چہ اس پارلیمنٹ کا کردار اتنا قابل ذکر اور کارآمد نہ تھا بہرحال اس نے ضرور جمہوری عمل کو دوام دینے میں اپنا کردار ادا کیا۔ صدر پرویز مشرف نے اگلے عام انتخابات ۸ جنوری ۲۰۰۸ء کو منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ ان انتخابات سے پہلے ملک بہت سے مسائل سے دوچار تھا۔ عام طور پر یہ تاثر ظاہر کیا گیا کہ یہ انتخابات ہونے کو نہیں دکھائی دیں گے کیونکہ ملک میں روز بڑھتی ہوئی دہشت گردی، بم دھماکے اور سکیورٹی کا فقدان اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ ملک کی ساکھ کو اندرونی اور بیرونی خطرات لاحق تھیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی رہنما محترمہ بینظیر بھٹو اپنے پارٹی کی طرف سے انتخابی مہم میں مصروف عمل تھی۔ وہ اس انتخابی عمل کے سلسلے میں ۲۷ دسمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک بہت بڑے جلسے سے خطاب کر کے سٹیج سے اتر کر اپنی گاڑی کی طرف رواں دواں تھیں۔ جونہی وہ گاڑی میں سوار ہوئی اور گاڑی چل پڑی تو چند لمحے بعد وہ قاتلانہ حملے اور خودکش بم دھماکے کی نذر ہو گئیں۔ محترمہ کی شہادت نے ملک میں جو سیاسی خلاء پیدا کیا اس سے انتخابی سیاست پر بلا واسطہ منفی اثرات مرتب ہوئے۔ ملک کے مختلف علاقوں میں احتجاجی مظاہروں اور توڑ پھوڑ کے دوران سرکاری عمارتوں اور خاص کر انتخابی دفاتر اور پولنگ سٹیشنوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے موجودہ بیلٹ بکس، ووٹرز سکرینز، ووٹروں کی فہرستیں، پولنگ سکیمیں اور دیگر الیکشن میٹریل مکمل طور پر جل کر ضائع ہو گیا۔ ہنگاموں اور کشیدہ حالات کے باعث بیلٹ پیپرز اور الیکشن میٹریل کی متعلقہ علاقوں تک ترسیل کے کام میں بھی رکاوٹ پیدا ہو گئیں اسی وجہ سے حکومت نے عام انتخابات میں تاخیر کا اعلان کیا اور ۱۸ فروری کو عام انتخابات کرانے کے احکامات صادر کیے۔ بے نظیر کی شہادت سے پیپلز پارٹی بلا شبہ ایک غیر معمولی قیادت سے محروم ہو گئی۔ آنیوالے انتخابات میں حصہ لینا یا نہ لینا یقیناً پیپلز پارٹی کیلئے ایک اہم سوال اُبھر کر سامنے آیا۔ تاہم پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے صلاح و مشورہ کے بعد انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ بلاول بھٹو زرداری کو پارٹی کا نیا چیئر مین نامزد کیا گیا۔ اس کی معاونت اور رہنمائی کیلئے ایک مشاورتی گروپ بھی تشکیل دے دیا گیا۔ تاہم آصف علی زرداری کو پارٹی کا شریک چیئر مین بنایا گیا تا کہ بلاول کی تعلیم مکمل کرنے تک وہ پارٹی قیادت عملی طور پر سنبھالے۔

پاکستان مسلم لیگ (ن) نے انتخابی مہم کے دوران اپنی پارٹی کے مستقبل کی پالیسیوں کو عوام کے سامنے رکھا۔ اس جماعت کی قیادت نے عوام سے وعدہ کیا کہ اقتدار میں آنے کے بعد وہ معزول ججوں کی بحالی، عدلیہ کی آزادی اور میڈیا پر عائد پابندیوں کو ختم کرنے کیلئے عملی اور مثبت اقدامات کرے گی۔ نواز شریف نے پاکستان کے سیاسی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے عوام کو اس حقیقت سے روشناس کیا۔ کہ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام کی سب سے بڑی وجہ سیاست میں فوج کی مداخلت ہے۔ پیپلز پارٹی نے اپنے انتخابی منشور میں سماجی نا انصافی کا ازالہ، بے روزگاری کا خاتمہ، تعلیم کی فروغ اور طبقاتی نظام کے خاتمے کو ترجیحاتی بنیادوں پر رکھا۔

صوبہ سرحد میں عوامی نیشنل پارٹی جو کہ ۲۰۰۲ء کے عام انتخابات میں بُری طرح متاثر ہو چکی تھی۔ اور پس منظر میں چلی گئی تھی، ایک بار پھر سیاسی سٹیج پر متحرک اور نمایاں نظر آئی۔ اے این پی کے سیاسی منشور میں دوٹوک الفاظ سے اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ کسی بھی معاشی اور سماجی نا انصافی کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور اس ضمن میں صوبائی خودمختاری پر بالخصوص زور دیا۔ اسی طرح صوبہ سندھ میں ایم کیو ایم اور بلوچستان میں بی این پی اور دیگر قوم پرست جماعتوں نے وفاق سے صوبوں کے حقوق حاصل کرنے پر کوئی سمجھوتہ کرنے کا اعلان کیا۔ انتخابی مہم کے حوالے سے اے پی ڈی ایم کا بائیکاٹ بھی بڑی اہمیت کا حامل رہا۔ کیونکہ اس اتحاد میں شامل تمام جماعتیں انتخابی سرگرمیوں کے دوران ساکن نہیں رہیں بلکہ ایک بھرپور مہم کے آغاز کا اعلان کیا۔ ملک کے مختلف حصوں میں جلسوں، جلوسوں، کارنر میٹنگز اور پریس کانفرنسوں کے دوران اے پی ڈی ایم نے واضح کیا کہ جب تک پاکستان میں ۱۹۷۳ء آئین کی بحالی، عدلیہ کی آزادی، معزول ججوں کی بحالی، پریس اور میڈیا پر عائد پابندیوں کا خاتمہ، مہنگائی، غربت، بے روزگاری، لوڈ شیڈنگ اور آٹے کی قلت کے خاتمے کو عمل میں نہیں لایا گیا۔ تو وہ اپنی تحریک کو برقرار رکھے گے۔

۲۰۰۸ء کے عام انتخابات میں قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی نے واضح برتری اور مسلم لیگ (ن) نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ انتخابی نتائج کے مطابق مسلم لیگ (ق) کے صدر چوہدری شجاعت حسین سمیت سابق وفاقی کابینہ کے ۲۲ وزراء کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ انتخابات کے نتائج نے واضح کر دیا کہ پاکستان کی بہت بڑی سیاسی شخصیات شکست سے دوچار ہوئیں۔ سیالکوٹ سے قومی اسمبلی کے سپیکر چوہدری امیر حسین، لاہور سے پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل جہانگیر بدر، پی پی پی شہید بھٹو گروپ کی سربراہ غنویٰ بھٹو، حامد ناصر چٹھہ، سابق وزیر اعلیٰ سندھ شعبان میرانی، ڈیرہ اسماعیل خان کے حلقے سے ایم ایم اے کے رہنماء مولانا فضل الرحمٰن، مولانا عبدالغفور حیدری، فخر امام، بیگم عابدہ حسین اور صغریٰ امام الیکشن ہار گئیں، جن دیگر شخصیات کو الیکشن کا جھٹکا لگا ان میں سے سابق وفاقی کابینہ کے وزراء میں سے راؤ سکندر اقبال، نوریز شکور، اعجاز الحق، شیخ رشید احمد، لیاقت علی جتوئی، اویس احمد لغاری، اسحاق خاکوانی، سکندر حیات بوسن، غلام سرور خان، خالد احمد لوند، علی اسجد ملہی، خورشید محمود قصوری، محمد نصیر خان، ہمایوں اختر خان، چوہدری شہباز حسین، خسرو بختیار، ڈاکٹر شیر افگن، وصی ظفر اور یار محمد رند شامل تھے۔ قومی اسمبلی میں جن رہنماؤں کو کامیابی حاصل ہوئی اُن میں سے اسفندیار ولی، آفتاب احمد خان شیر پاؤ، مخدوم جاوید ہاشمی، بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ جام محمد یوسف، منظور وٹو، شاہ محمود قریشی، یوسف رضا گیلانی، مخدوم امین فہیم، سردار آصف احمد علی، چوہدری پرویز الٰہی خواجہ سعد رفیق، فیصل صالح حیات، ڈاکٹر فاروق ستار، راجہ پرویز اشرف، شاہد خاقان عباسی، عبدالقادر بلوچ (ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل) اور سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ سردار علی محمد مہر شامل تھے۔

اگرچہ پاکستان میں یکے بعد دیگرے عام انتخابات ہوتے رہے مگر ان انتخابات کے باوجود ہمارے ملک میں سیاسی استحکام اور عوام میں سیاسی شعور اور آگاہی کی کمی موجود ہے۔ انتخابات جو کہ جمہوری عمل اور جمہوریت کو دوام بخشتے ہیں اس لیے ہر ایک سیاسی معاشرے میں اس طرز عمل کو اپنایا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں انتخابات تو ہوتے رہتے ہیں مگر یہ انتخابات کسی خاص طبقہ کی حکومت کو قانونی حیثیت دینے کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ اس بات کا شاہد ہے کہ اکثر انتخابات فوج کی حکومت کو مستحکم اور طوالت دینے کی غرض سے منعقد کیے جاتے ہیں۔ تاہم جب تک مندرجہ ذیل سفارشات کو خاص توجہ نہ دی جائے تب تک مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ صاف اور شفاف انتخابات کیلئے لازمی ہے کہ ملک کے تمام جمہوری ادارے آزاد اور کسی بھی بیرونی دباؤ سے مبرّا ہوں۔ پاکستان میں فوجی قیادت نے بار بار سیاست میں مداخلت کی اور اب تو وہ حکومت کا ایک لازمی عنصر کے طور پر سامنے آیا ہے۔ جب تک فوجی قیادت کو سیاسی قیادت کے ماتحت نہیں بنایا جاتا اس وقت تک سیاسی استحکام کو دوام نہیں ملے گا۔ انتخابات کو ہمیشہ ایک ایسی نگران حکومت کے تحت منعقد کئے جائیں جو خود غیر جانبدار اور کسی بھی سیاسی جماعت کے ساتھ ہمدردیاں نہ رکھے۔ اس کے علاوہ آزاد اور بااختیار الیکشن کمیشن جو کسی بھی قسم کے دباؤ سے آزاد ہو، کا ہونا ازحد ضروری ہے۔

کب۔۔؟

شوق موسوی

کل کو یا آج ؟ ختم کب ہو گا
ہر برا کاج ختم کب ہو گا
کبھی کشمیر میں بھی ہوتا تھا
ڈوگرا راج ختم کب ہو گا